قتل ترحم؛ فقہی آراء کا تحقیقی جائزہ

نعمانہ خالد*
محمد اعجاز**

عصری طبی مسائل میں ایک اہم عنوان 'یو تھینیزیا' کا ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ ناقابل علاج مریض جس کی زندگی کی کوئی امید باقی نہیں رہی ہے، ایسے مریضوں کو تکلیف دہ زندگی سے نجات دلانے کے لیے موت تک پہنچانے کی بالواسطہ یا بلاواسطہ کوشش کی جائے۔ اس عمل کی بنیاد جذبہ رحم کو قرار دیا گیا ہے۔ تہذیب مغرب کے سائے میں نشوونما پانے والے اس رجحان کے حاملین مسلم معاشروں میں بھی اپنے افکار و نظریات کی ترویج میں کوشاں ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ مسئلہ کی صحیح تصویر اور اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے اور ان کا حکم بیان کیا جائے۔ اس مقالہ میں یو تھینیزیا کی حقیقت، اقسام اور اس ضمن میں مختلف علماء وفقہاء کی آراء کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا آخری دین، الٰہی اعلان ﴿ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ﴾ (۱) کے مطابق تکمیل و اتمام کے اس مقام پر ہے کہ اس کے اندر ابدیت، عالمگیریت، آفاقیت اور اطلاقیت کی شان پائی جاتی ہے۔ قرآن وسنت کے اندر انسانی زندگی کی ابدی فلاح کے تمام اصول و قوانین موجود ہیں۔ اسلام کی آمد کے وقت کی معاشرتی زندگی ہو یا آج کا چکا چوند کرنے والا جدید تمدن ہو، انسانی معاشروں کی ہمہ نوعی اور ہم جہتی تبدیلیوں اور ان سے پیدا ہونے والے مسائل سے اسلام کماحقہ عہدہ برآ ہوتا رہا ہے۔ اسلامی قانون کے اندر ایسا فطری تحرک پایا جاتا ہے جو اسے تیز رفتار زندگی کی قیادت کے منصب سے معزول نہیں ہونے دیتا۔ اسلام کا اصولِ اجتہاد اس کو دنیا بھر کے مذاہب سے ممتاز کرتا ہے۔ قرآن وسنت نے اجتہادی کاوشوں کے لیے اصول و ضوابط بھی فراہم کئے، نظائر و شواہد بھی اور تطبیق و اطلاق کے عملی نمونے بھی، اس کا نتیجہ ہے کہ امت مسلمہ نے ہر عہد میں الوہی ہدایات کی روشنی میں نسل انسانی کو خداشناسی کا راستہ بتایا ہے۔ فقہاء عظام نے قرآنی اصولوں اور نبوی ہدایات کی روشنی میں اجتہاد کا فریضہ اس طرح سرانجام دیا کہ ان کے استدلال و استشہاد سے واضح طور پر محسوس ہوتا ہے کہ قرآن وسنت آج کے انسان سے براہِ راست اس طرح مخاطب ہیں گویا ان کا نزول آج ہی ہو رہا ہے۔ فقہاء کی مساعی سے انسانی زندگی

* ریسرچ اسکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، / لیکچرر، سرگودھا یونیورسٹی، لاہور کیمپس، پاکستان
** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

کے تمام پہلو چاہے ان کا تعلق معاشرت سے ہو یا معیشت سے، عبادات سے ہو یا اخلاقیات سے، انسانی جسم سے ہو یا انسان کے فکر و ذہن سے، قرآنی و نبوی تعلیمات و ہدایات سے مستنیر ہیں۔ عہد جدید کے پیدا کردہ نت نئے مسائل بھی قرآنی و نبوی اصولوں کی روشنی میں اجتہادی عمل سے گزر کر منقح کئے جا چکے ہیں۔ تطبیق و تخریج اور استنباط واجتہاد کے ذریعہ فقہاء اسلام نے اپنے اپنے زمانہ کے درپیش مسائل میں امت کی رہنمائی کی ذمہ داری بطریق احسن پوری کی ہے اور کسی میدان میں تشنگی کو باقی نہیں چھوڑا۔ اس مضمون میں طبی میدان میں درپیش مسئلہ 'یوتھینیزیا اور اس کی شرعی حیثیت' پر بحث کی جائے گی۔ اولاً یوتھینیزیا کی تعریف اور اقسام کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ مسئلہ کی تفہیم و تحقیق میں آسانی رہے۔

یوتھنیزیا کا مطلب یہ ہے کہ وہ مریض جو شدید تکلیف سے دوچار ہو اور اس کی زندگی کی امید ختم ہو گئی ہو، ایسے مریض کو تکلیف و رنج سے بچانے کے لیے اس کی زندگی کو خود ختم کر دیا جائے۔ اس عمل کی بنیاد 'جذبہ رحم و ہمدردی' کو بنایا جاتا ہے یعنی وہ مریض جس کی زندگی خود اپنے لیے اور لواحقین کے لیے سوہان روح بن چکی ہے، مستقبل کی ہر گھڑی مزید جسمانی، ذہنی و مالی مشکلات کا پیش خیمہ ہے ایسی صورت میں مریض اور اس کے اہل خانہ پر رحم کی خاطر مریض کو موت کی ابدی نیند سلا دیا جانا 'یوتھینیزیا' کہلاتا ہے۔

مغربی مفکرین نے یوتھنیزیا کی تعریف یوں ہے کہ:

The term 'Euthanasia' refers to the intentional termination of a person's life, usually but not always at that person's request, and usually in the context of terminal illness and/or incurable suffering.(۲)

یعنی یوتھینیزیا کی اصطلاح کسی نفس کی زندگی کو خود ختم کرنے کی طرف اشارہ کرتی ہے اور ایسا ہمیشہ مریض کی درخواست پر نہیں کیا جاتا بلکہ عام طور پر پس پردہ جان لیوا بیماری اور لاعلاج مرض کی سوچ کارفرما ہوتی ہے جس کی وجہ سے مریض کی زندگی کی ڈوری منقطع کر دی جاتی ہے۔

ڈاکٹر ھدی قشقوش کے الفاظ میں یوتھینیزیا کی تعریف درج ذیل ہے:

"هو الموت الهادی الخالی من الالم الذی یحدث بفضل استعمال موادمهدئة ومخدرة"(۳)

"یعنی یہ ایسی موت ہے جو رنج والم سے خالی ہوتی ہے اور جو مختلف جان لیوا مواد یعنی مہلک ادویہ وغیرہ کے استعمال سے واقع ہوتی ہے۔"

مولانا احمد بیمات (دارالعلوم فلاح دارین ترکیسر گجرات) نے یوتھینیزیا کی تعریف یوں بیان کی ہے:

ایسے مریض جن کا علاج ممکن نہیں اوران کی صحت کی امید نہیں،ان کے لیے ایسی دوا تجویز کرنا جس سے مریض جلدی سے مرجائے،چاہے ایسا مثبت علاج،دواخود مریض استعمال کرے یاڈاکٹر استعمال کروائے۔(۴)

تمام تعریفات کا حاصل یہ ہے کہ مہلک بیماریوں کے باعث ناقابل برداشت تکلیف میں مبتلا مریضوں کو جذبہ رحم کی بنیاد پر خود موت کے گھاٹ اتاردینا 'یوتھینیزیا' کہلاتا ہے۔یوتھینیزیا کے لیے Mercy killing،اردو میں 'قتل بدافع شفقت' اور عربی میں 'القتل الرحیم، قتل الرحمۃ،الموت الحسن اور الموت المیسر[۵] کی اصطلاحات بھی مستعمل ہیں۔

بنیادی طور پر یہ عمل یا قتل نفس ہے یاخودکشی ہے،اوران دونوں کی اسلام میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔جہاں تک مریض کی اذیت کا تعلق ہے تواس سلسلہ میں صریحاً روایات ملتی ہیں کہ بندہ مومن جو تکلیف اٹھاتا ہے،یہ آخرت میں اس کے رفع درجات کا سبب بنتی ہے۔

نبی پاک ﷺ کا ارشاد ہے

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا۔"(٦)

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ کوئی مصیبت بھی مسلمان کو نہیں پہنچتی، مگر اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کے گناہوں کو مٹادیتا ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی جو اس کے جسم میں چبھے۔"

اس حدیث سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کو جو تکلیف پہنچتی ہے،اوروہ ناشکری کی بجائے صبر کی راہ اختیار کرتا ہے تو یہ تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اوراس کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

یوتھینیزیا سے منسلک امور مثلاً خودکشی کرنے والے کے لیے جہنم کی وعید،مصیبت پر صبر سے آخرت میں رفع درجات اور مریض کی عیادت پر اجروثواب کا حصول نیز ناقابل علاج مرض میں مبتلا غریب مریضوں کی مالی امداد پر اللہ سے اجر کی امید رکھنا،ان سب کا تعلق مسلمان سے ہے۔ایک غیر مسلم جس کا رب باری تعالیٰ پر یقین ہی نہیں اور جس کا آخری ٹھکانہ جہنم ہے، جس کو مصیبت پر صبر کرنے سے کسی قسم کا اخروی فائدہ حاصل نہیں ہو گا، جس کے لیے یہ دنیااوراس کی راحت وآرام ہی ہر شے سے بڑھ کر ہے اس کا یوتھینیزیا کے عمل کے ذریعہ اس تکلیف دہ زندگی سے نجات حاصل کرنے کو 'رحم دہ عمل' قراردینا کوئی معیوب بات نہیں ہے بلکہ اس کے نزدیک یہی تقاضائے عقل ہے اورراحت کے حصول کا ذریعہ ہے۔البتہ ایک مسلمان کے لیے یہ معاملہ ہمیشہ کی کامیابی یاناکامی کا

ہے۔مغربی معاشرے میں نشوونماپانے والا یہ رجحان اب مسلم ممالک میں بھی تیزی سے اپنے قدم جمارہاہے۔لہٰذاضروری ہے کہ اس مسئلہ کی مکمل تفصیلات معلوم کی جائیں اوران کاشریعت اسلامیہ کی روشنی میں حکم متعین کیاجائے۔

یوتھینیزیاکی دواقسام ہیں:

(۱) عملی(Active)

(۲)غیر عملی(Passive)

- ایکٹو یوتھینیزیا(القتل الفعال)سے مراد یہ ہے کہ ڈاکٹروں کومریض کوموت تک پہنچانے کے لیے کوئی مثبت عمل کرنا پڑے مثلاً: کینسر کامریض جوشدید تکلیف میں مبتلاہو،یاوہ مریض جوطویل بے ہوشی کاشکار ہواوراس کے بارے میں ڈاکٹروں کاخیال ہوکہ اس کی زندگی کی اب کوئی توقع نہیں ہے،ایسے مریض کودردکم کرنے والی تیز دوازیادہ مقدار میں دے دی جاتی ہے،جس سے مریض کی سانس رک جاتی ہے اسی طرح کبھی ایسامریض جس کے سر میں شدید چوٹ لگی ہویامینجائٹس جیسی بیماریوں کی وجہ سے بے ہوش ہو، اوراس کی صحت یابی کابظاہر کوئی امکان ڈاکٹروں کے نزدیک نہ ہو،یامحض مصنوعی تدابیر سے اس کی سانس چلائی جارہی ہو،کہ اگر یہ آلہ ہٹالیاجائے تومریض کی سانس کاآنابندہوجائے گا،ایسی حالت میں ان مصنوعی آلات کوہٹالینا(تاکہ مریض مکمل طورپر مرجائے) بھی ایکٹیویوتھینیزیاکی ایک قسم ہے۔
- پیسو یوتھینیزیا(سلبی یاغیر عملی)کامطلب یہ ہے کہ مریض کی جان لینے کے لیے کوئی عملی تدبیر نہیں کی جاتی،بلکہ اسے زندہ رکھنے کے لیے جوضروری علاج کیاجاناچاہیے وہ نہیں کیاجاتااوراس طرح وہ مریض مرجاتاہے،مثلاً:کینسریابے ہوشی یادماغی چوٹ یامیننجائٹس کا مریض نمونیہ یاکسی ایسے مرض میں مبتلا ہوجائے جوقابل علاج ہے،لیکن ڈاکٹر اس نئے مرض کاعلاج نہ کرے تاکہ اس کی موت جلدواقع ہوجائے،اسی طرح ایسے بچے جوشدید طورپر معذورہوں،مثلاً:ان کی ریڑھ کی ہڈی میں ایسی خرابی ہوجس کی وجہ سے ٹانگیں مفلوج ہوں،یاپیشاب،پاخانہ پر قابوباقی نہ رہاہو،یابچہ کادماغ پیدائش کے وقت مجروح ہوچکاہو،ایسی حالت میں زندگی بھریہ مریض بارگراں بن کرزندہ رہے گا۔اب اگرایسے بچوں کونمونیہ یاکوئی دوسراقابل علاج مرض پیداہوجائے توان کاعلاج نہ کرکے انہیں ایسی گرانبار اورتکلیف دہ زندگی سے جلد نجات دلانے کی صورت اختیار کرناپیسویوتھینیزیاکہلاتاہے۔(۷)

پس مریض کی موت کی خاطر کوئی مثبت قدم اٹھانا ایکٹو یوتھینیزیا ہے اور براہ راست کسی عمل کی بجائے صحت یابی کے لیے ممکنہ اسباب ووسائل کو جان بوجھ کر ترک کر دینا پیسیو یوتھنیزیا کہلاتا ہے۔ ذیل میں یوتھینیزیا کی دونوں اقسام کا شریعت اسلامیہ کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا۔

ایکٹو یوتھینیزیا اور اس کا حکم:

ایسا عمل جس میں ڈاکٹروں کو مریض کی جان لینے کے لیے کوئی مثبت عمل کرنا پڑے، یہ جائز نہیں ہے اور قتل نفس کے مترادف ہے۔ قرآن واحادیث میں اس عمل کی ممانعت صراحت سے مذکور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (۸)

"اور کسی جان والے کو جس کے قتل کو خدا نے حرام کر دیا ہے قتل نہ کرنا۔ مگر جائز طور پر (یعنی جس کا شریعت حکم دے) ان باتوں کا وہ تمہیں تاکید فرماتا ہے تاکہ تم سمجھو۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے قتل نفس کو صریحاً حرام قرار دیا ہے سوائے ان صورتوں کے جن میں شریعت نے اجازت دی ہے۔

جابر الحجاجۃ لکھتے ہیں:

"والقتل بدافع الشفقة لم يكن يوماًبحق.فقدأجاز الشرع الحنيف قتل النفس بحق أما القتل بدافع الشفقة.فلم يكن يوماًبحق،انما هوظلم وعدوان على النفس الانسانية" (۹)

"یعنی قتل بدافع شفقت قتل حق نہیں ہے اور بے شک دین حنیف نے قتل نفس کی اجازت کو شریعت کے متعین کردہ حق کے ساتھ جوڑا ہے نہ کہ قتل بدافع شفقت کے ساتھ، جو کہ حق نہیں بلکہ ظلم اور انسانیت پر صریحاً زیادتی ہے۔"

اس ضمن میں شریعت مطہرہ کے متعین کردہ امور کی وضاحت نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی ہے کہ

"لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالْمَفارِقُ مِنْ الدِّينِ التَّارِكُ لِلْجَمَاعَةِ۔" (۱۰)

"کوئی مسلمان جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کا خون حلال نہیں، مگر ان تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت میں جائز ہے۔ جان کے بدلے جان، اور شادی شدہ زانی، اور دین سے نکلنے والا، جماعت کو چھوڑنے والا۔"

مذکورہ بالا آیت اور حدیث صراحتاً اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ ایکٹو یو تھینیزیا جائز نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی طبیب یہ عمل کرے تو قتل نفس کا مرتکب ہو گا جو بذریعہ نص حرام ہے اور اگر موت کے لیے مریض خود کسی عمل کا ارتکاب کرے تو یہ خود کشی ہے، جس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ

"عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ" (۱۱)

"حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی کسی مصیبت کے آجانے کی وجہ سے موت کی تمنا اور خواہش نہ کرے۔"

حدیث مبارکہ میں مصیبت کے آجانے پر موت کی خواہش تک سے روک دیا گیا ہے، چہ جائیکہ موت کی خاطر کوئی قدم اٹھایا جائے۔ ایک دوسری حدیث مبارکہ درج ذیل ہے:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ فَجَزِعَ فَأَخَذَ سِكِّينًا فَحَزَّ بِهَا يَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتَّى مَاتَ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى بَادَرَنِي عَبْدِي بِنَفْسِهِ حَرَّمْتُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ " (۱۲)

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں پر ایک شخص کے کچھ زخم آگئے جن کی تکلیف سے بے قرار ہو کر اس نے چھری ہاتھ میں لی اور اس سے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اس کا خون بند نہ ہوا حتیٰ کہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے جان دینے میں مجھ سے سبقت کی لہذا میں نے جنت اس پر حرام کر دی۔"

درج بالا روایات کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جان بوجھ کر کسی انسان کی زندگی کو ختم کر دینا رب کریم کے احکامات کی صریحاً خلاف ورزی ہے جس کی شریعت مطہرہ میں قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

پیسیو یو تھینیزیا:

پیسیو یو تھینیزیا کے لیے براہ راست کسی قسم کے مثبت عمل کی ضرورت پیش نہیں آتی اس لیے علماء کی ایک جماعت نے اسے جائز قرار دیا ہے جن میں مولانا عبد العزیز صاحب سابق مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، مولانا عبد الجلیل صاحب قاسمی قاضی شریعت بتیا مغربی چمپارن، مولانا احمد بیمات، دار العلوم فلاح دارین ترکیسر گجرات (۱۳) وغیرہ شامل ہیں، جب کہ علماء کی بڑی جماعت اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ جن میں مولانا نظام الدین صاحب مفتی

دارالعلوم دیوبند، مولانا عبد الرزاق صاحب قاضی شریعت کٹیہار، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی [۱۴] اور عرب علماء[۱۵] کی بڑی تعداد شامل ہے۔ اس ضمن میں دونوں گروہوں کے دلائل درج ذیل ہیں:

قائلین کے دلائل:

پیسیو یوتھینیزیا کے قائلین کے دلائل درج ذیل ہیں:

- اس میں کوئی مضائقہ نہیں، کیونکہ یہ ترک تدبیر کے ضمن میں آتا ہے نیز دواؤں سے شفا یقینی نہیں، ظنی یا وہمی ہے۔ لہٰذا ان علاج و معالجات کو چھوڑنا جائز ہے۔ شفا صرف اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہے اور علاج وادویہ کو شافیٔ حقیقی سمجھنا اپنے ایمان کو خطرے میں ڈالنا ہے کیونکہ ادویات موثر ہونے میں اللہ کے حکم کی محتاج ہیں۔ پس اگر مؤثر حقیقی پر بھروسہ رکھ کر علاج ترک کر دے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ یہ حضرات اپنے مؤقف کے حق میں کتب فقہ کی عبارات بھی نقل کرتے ہیں مثلاً ردالمختار میں ہے کہ

"بِخِلَافِ التَّدَاوِي وَلَوْ بِغَيْرِ مُحَرَّمٍ فَإِنَّهُ لَوْ تَرَكَهُ حَتَّى مَاتَ لَا يَأْثَمُ كَمَا نَصُّوا عَلَيْهِ لِأَنَّهُ مَظْنُونٌ كَمَا قَدَّمْنَاهُ" (۱٦)

"یعنی علاج معالجہ اگرچہ حلال دواؤں کے ذریعہ ہو، اگر چھوڑ دیا اور مر گیا تو گنہگار نہیں ہو گا، اس لیے کہ دواؤں سے شفا (یقینی نہیں) بلکہ ظنی ہے، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔"

فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ

"الاسباب المزيلة للضرر تنقسم الى مظنون كالفصد وسائر أبواب الطب وتركه ليس محظورا" (۱۷)

"یعنی وہ سبب جس کے استعمال سے ضرر کے دور ہو جانے کا یقین نہیں ہو بلکہ گمان ہو، جیسے فصد اور دوسری طبی تراکیب، اس طرح کے اسباب کو چھوڑ دینا ممنوع نہیں ہے۔"

مولانا عبد العزیز صاحب لکھتے ہیں کہ پیسیو یوتھینیزیا ترک علاج ہی کی صورت ہے۔ ایسے مریضوں کا اگر علاج نہ کیا جائے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ اسلام اس کی اجازت دیتا ہے۔ (۱۸)

- علاج و معالجہ چھوڑ دینے سے موت کے وقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ موت کا وقت مقرر و متعین ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا﴾ (۱۹)

"اور کسی شخص میں طاقت نہیں کہ خدا کے حکم کے بغیر مر جائے (اس نے موت) کا وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے۔"

- علاج فرض نہیں ہے کہ جس کا نہ کرانا گناہ ہو، خاص کر ایسی حالت میں کہ جب صحت کی امید غالب نہ ہو۔

عدم قائلین کے دلائل:

پیسو یو تھینیزیا کے عدم قائلین کے دلائل درج ذیل ہیں:

- یہ بات درست ہے کہ عام حالات میں علاج و دوا مباح امور میں سے ہے لیکن کسی بیماری کا علاج موجود ہوتے ہوئے جان بوجھ کر علاج نہ کروانا اور اپنے آپ کو اذیت میں مبتلا رکھنا قبیح فعل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ (۲۰)

"اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔"

اس آیت مبارکہ کی رو سے قصداً کسی زندہ وجود کی موت کی سعی کرنا درست نہیں، بالخصوص جب علاج سے حصول صحت کا ظن غالب ہو اور ترک علاج سے موت کا خدشہ ہو ایسی صورت میں دوا و علاج ضروری ہوگا۔ جسم اللہ رب العزت کی امانت ہے اور اس کی حفاظت انسان کا فرض ہے۔ جسد خاکی کی صحت و حفاظت کے لیے ترک سعی منشا شارع کے خلاف ہے اور اس نیت سے علاج نہ کرنا کہ ایک زندہ وجود ہلاک ہو جائے، ناجائز ہے۔ گویہ براہ راست قتل نہیں لیکن حیلہ قتل ضرور ہے۔

- علاج نہ کرنے کی صورت میں موت کا آنا ظنی اور تخمینی بات ہے، جب کہ مریض کا اس وقت زندہ ہونا یقینی ہے۔ اکثر ایسے مریض جن کی زندگی سے ڈاکٹر مایوسی ظاہر کر چکے ہوتے ہیں، وہ صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے کہ

"عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ قَالَتْ الْأَعْرَابُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَتَدَاوَى قَالَ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللَّهِ تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً أَوْ قَالَ دَوَاءً إِلَّا دَاءً وَاحِدًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُوَ قَالَ الْهَرَمُ" (۲۱)

"حضرت اسامہ بن شریک کہتے ہیں کہ دیہاتیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم دوا نہ کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندو، دوا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی مرض ایسا نہیں رکھا

کہ اس کا علاج نہ ہو یا فرمایا دوا نہ ہو۔ ہاں ایک مرض لاعلاج ہے۔ عرض کیا وہ کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بڑھاپا۔"

اس حدیث مبارکہ سے علاج معالجہ کی ترغیب کا ثبوت ملتا ہے۔ جسم کو اللہ رب العزت کی امانت سمجھ کر اس کی حفاظت وصحت کا حتی المقدور انتظام ضروری ہے اور قصداً اس کی طرف سے لاپرواہی وبے اعتنائی رب کریم کی نعمتوں کی ناقدردانی وناشکری ہے۔ علاج معالجہ کو توکل الی اللہ کے خلاف سمجھنا درست نہیں ہے کیونکہ توکل کا مطلب ترک اسباب وترک سعی نہیں ہے بلکہ اسباب کو اللہ کے حکم کے تابع سمجھتے ہوئے اختیار کرنا اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا عین توکل ہے۔ اسباب مؤثر ہونے میں اللہ کے حکم کے محتاج ہیں۔ اللہ پاک نے اس جہان اور اس کے امور کو اسباب کے ساتھ جوڑا ہے۔ اگرچہ بلا اسباب ہر شے پر قادر ہے اور کبھی کبھی قدرت کے اظہار کے واسطے اس کے عملی مظاہر بھی انسانوں کو دکھائے جاتے ہیں مثلاً سیدنا عیسیٰؑ کی پیدائش، لیکن عام اصول یہی ہے کہ دنیا کے کاموں کو اسباب کے ساتھ جوڑرکھا ہے مثلاً حضرت مریمؑ کو کھجور کی شاخ ہلانے کا حکم دیا، حالانکہ وہ اس بات پر قادر تھا کہ بغیر شاخ ہلائے انہیں رزق عطافرمائے۔ علاج معالجہ وادویہ کا معاملہ ہوبہو یہی ہے کہ ان کو اسباب کے درجہ میں سمجھ کر استعمال کیا جائے اور شافئ حقیقی ومؤثر حقیقی صرف خالق اسباب اللہ رب العزت کو سمجھا جائے اور اسی پر یقین رکھا جائے کہ یہی مطلوب ومقصود شرع ہے۔

- مصالح شرعیہ میں ایک حفاظت نفس وجان ہے۔ لہٰذا جان بوجھ کر ایسے امور اختیار کرنا جن سے جسم وجان متاثر ہو درست نہیں ہے اور ترک علاج سے جسم لاغر ہوتا جاتا ہے نیز قوت مدافعت کم ہوتی جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ یہی بیماری وجسمانی کمزوری موت کا سبب بن جاتی ہے۔ غرض علاج معالجہ سے گریز انسانی جسم وجان کو تکلیف پہنچاتا ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد وَإِنَّ لِنَفْسِكَ حَقًّا [۲۲] سے جسم وجان کی حفاظت کی اہمیت بخوبی عیاں ہے۔
- فقہاء کی وہ عبارات جن میں دواو علاج کو محض مباح قرار دیا گیا ہے، ان کا تعلق عام حالات سے ہے۔ مخصوص حالات میں جب کہ نیت اہلاک سے ترک علاج کیا جارہا ہو اور یہی حکم قائم رہے، یہ کہنا مشکل بات ہے۔ بعض حالات میں علاج مباح کے درجہ سے نکل کر واجب کے درجہ میں پہنچ جائے' یہ عین ممکن ہے۔ مولانا برہان الدین سنبھلی لکھتے ہیں کہ

ترک علاج اصلاً حرام نہیں ہے، البتہ نیت اہلاک سے ترک علاج (انما الاعمال بالنیات) کے قاعدہ سے معصیت بن جائے گا، مگر حقیقی اہلاک سے کم درجہ کی معصیت۔(۲۳)

دلائل کی روشنی میں عدم قائلین کا موقف زیادہ مضبوط،واضح اور قابل ترجیح ہے۔اس مسئلہ میں سب سے اہم اصول حفاظت نفس وجان کا ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ 'اصول اضطرار'[۲۴] سے لگایا جاسکتا ہے کہ جان بچانے کی خاطر مردار کو کھانے سے بھی گناہ اٹھ جاتا ہے۔ اگرچہ دواوعلاج،غذا کی طرح یقینی ذریعہ نہیں لیکن بیماری کی تشخیص و قابل علاج ہونے کی صورت میں ظن غالب صحت و تندرستی کا حاصل ہوجاتا ہے اوراس صورت میں علاج ضروری ہوجاتا ہے۔ تمام دلائل کی روشنی میں یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ پیسیو یوتھینیزیا براہ راست قتل تو نہیں، لیکن حیلہ قتل ضرور ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین (مفتی دارالعلوم دیوبند) نے یوتھینیزیا کی دونوں اقسام کا حکم یوں بیان کیا ہے کہ

"ایکٹو یوتھینیزیا(یعنی غیر طبعی موت دواوغیرہ کے ذریعہ طاری کرنے میں)تو ایسا کرنے والے پر قتل کا گناہ اور وبال پڑے گا اور بسا اوقات شرعاًدیت یا ضمان وغیرہ بھی لازم آئے گا۔اور پیسیو یوتھینیزیا میں یہ حکم (قتل کا گناہ) تو نہ ہوگا، لیکن ترک تدبیر اور صحت کے لیے ترک سعی، فعل مذموم و قبیح اور منشا شرع وشارع کے خلاف ضرور ہوگا،اور اگر سستی یا لاپرواہی سے ایسا کیا گیا تو اس پر مؤاخذہ بھی ضرور ہوگا۔" (۲۵)

قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ لکھتے ہیں:

"اگر کسی وقت صورتحال ایسی ہو کہ خود مبتلیٰ بہ یعنی مریض یا ڈاکٹر اس نتیجہ تک پہنچیں کہ اگر فلاں دوا نہیں کھائی یا فلاں دوا اس مریض کو نہیں کھلائی گئی تو اس کی موت یقینی ہے،ایسی صورت حال میں دوا کا استعمال واجب ہوگا،اور دوا کا ترک گناہ۔پیسیو یوتھینیزیا عمل نفسی ہے، جس کا تعلق قلبی ارادہ سے ہے اور متعمداً اس نیت سے ترک علاج کرنا کہ جلد موت تک رسائی ممکن ہو، درست نہیں ہے اور روح شریعت کی مخالفت کے مترادف ہے۔البتہ مشینوں کے ذریعہ سانس کی آمدورفت باقی رکھنا تکلف اور مصنوعی حیات ہے۔جس کی بقاء کے لیے مشینیں لگا کر آمدورفت قائم رکھنے کو شرعاًضروری نہیں کہا جاسکتا،اس لیے ایسی مشینوں کو ہٹالینا جائز ہوگا۔"(۲۶)

غرض یہ کہ ایکٹو یوتھینیزیا کی طرح پیسیو یوتھینیزیا بھی جائز نہیں ہے۔شریعت کا اصول ہے "الامور بمقاصدھا"۔(۲۷) یعنی کسی عمل کے حکم کی تعیین میں پس پردہ مقاصد اہم کردار ادا کرتے ہیں۔لہذا اصولی طور پر ترک علاج حرام نہیں ہے لیکن اس نیت سے علاج چھوڑ دینا کہ مریض جلد مر جائے یہ جائز نہیں ہوگا۔

خلاصہ بحث:

دیگر شعبہ جات کی طرح احسن تقویم حضرت انسان کی طبی میدان میں تحقیقات نے جہاں صحت وزندگی کے متعلق بہت سے سربستہ رازوں کو افشاء کیا ہے ،وہاں اس پیش رفت نے نت نئے ایسے مسائل کو بھی جنم دیا ہے جنہیں علماء اسلام نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اسلامی قانون جامد نہیں ہے بلکہ اس میں وسعت، ہمہ گیریت اور ہر دور کے مسلمانوں کے لیے راہنمائی وہدایت کا سامان پنہاں ہے۔ مغربی تہذیب وفکر کے نتیجے میں طبی میدان میں جنم لینے والا اور تیزی سے اپنے قدم جماتا ہوا ایک مسئلہ 'قتل بدافع شفقت' کا ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ ایسا مریض جسے طبی تحقیقات کی روشنی میں ناقابل علاج قرار دے دیا جاتا ہے، شدید تکلیف اور بیماری اس کے لیے اور لواحقین کے لیے مسلسل اذیت کا باعث ہو، ایسے مریض پر رحم وہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ اس کی زندگی کو ختم کر دیا جائے تاکہ وہ تکلیف دہ زندگی سے نجات حاصل کر سکے۔ یہ عمل 'یوتھینیزیا' کہلاتا ہے۔ یوتھینیزیا کی دو اقسام ایکٹو یوتھینیزیا اور پیسو یوتھینیزیا ہیں۔ ایکٹو یوتھینیزیا میں مریض کی زندگی کے خاتمہ کے لیے کوئی مثبت قدم اٹھانا پڑتا ہے مثلاً ایسے مریض کو کوئی ایسی دوا یا انجکشن لگا دیا جائے جس سے مریض کی زندگی ختم ہو جائے اور پیسو یوتھینیزیا سے مراد یہ ہے کہ مریض کی زندگی کے تحفظ کے لیے مطلوب ضروری اقدامات مثلاً علاج معالجہ وادویہ کو اس نیت سے ترک کر دیا جائے کہ مریض موت کے منہ تک پہنچ جائے۔ یا اگر ایسے مریض کو کوئی دوسری بیماری لاحق ہو جائے تو اس بیماری کا سرے سے علاج ہی نہ کیا جائے، یعنی براہ راست اقدام کی بجائے حیلہ قتل اختیار کرنا پیسیو یوتھینیزیا کہلاتا ہے۔

یوتھینیزیا سے منسلک امور مثلاً مصیبت پر صبر وتحمل، اجر وثواب کی امید، عیادت مریض پر بشارات، خودکشی کا حکم وغیرہ کا ایک مسلمان کی زندگی سے گہرا تعلق ہے لیکن ایک کافر جو بعث بعد الموت کی حقیقت پر یقین ہی نہیں رکھتا اس کے لیے دنیا کی زندگی اور اس کی راحت ہی ہر شے پر مقدم ہے ایسے شخص کے لیے یوتھینیزیا کے عمل کو ہمدردی ورحم قرار دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ بنابریں مسلمان کے لیے یہ معاملہ یکسر مختلف ہے اور اس کی ہمیشہ کی کامیابی یا ناکامی اس سے منسلک ہے۔ لہٰذا اس سلسلے میں فقہاء کی آراء کا خلاصہ درج ذیل ہے:

ایکٹو یوتھینیزیا بذریعہ نص جائز نہیں ہے۔ اگر ڈاکٹر ایسا کرے تو یہ قتل نفس ہے اور اگر مریض خود ایسا کرے تو یہ عمل خودکشی ہے جو حرام ہے۔ پیسو یوتھینیزیا کے لیے براہ راست کسی قسم کے مثبت عمل کی ضرورت پیش

نہیں آتی اس لیے اس سلسلہ میں علماء کے دو گروہ پائے جاتے ہیں۔ پیسیو یو تھینیزیا کے قائلین کے نزدیک یہ عمل ترک تدبیر کے ضمن میں آتا ہے اور دواؤں سے شفا یقینی نہیں، ظنی یا وہمی ہے۔ شافئ حقیقی اللہ رب العزت کی ذات ہے اور ادویات مؤثر ہونے میں اللہ رب العزت کے حکم کی محتاج ہیں۔ لہٰذا علاج ومعالجات کو چھوڑنا جائز ہے۔ موت کا وقت معین ہے اور علاج معالجہ چھوڑ دینے سے موت کے وقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

پیسیو یو تھینیزیا کے عدم قائلین کے نزدیک قصداً کسی زندہ وجود کی موت کی سعی کرنا درست نہیں، بالخصوص جب علاج سے حصول صحت کا ظن غالب ہو اور ترک علاج سے موت کا خدشہ ہو، ایسی صورت میں دوا وعلاج ضروری ہو گا۔ حفاظت نفس وجان مصالح شرعیہ میں سے ہے۔ نیز ترک علاج اصلاً حرام نہیں لیکن نیت اہلاک سے ترک علاج معصیت ہے کیونکہ کسی عمل کے حکم کی تعیین میں پس پردہ مقاصد اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ پس دلائل کی روشنی میں عدم قائلین کا مؤقف قابل ترجیح ہے اور یو تھنیزیا کی دونوں صورتیں جائز نہیں ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

۱ المائدہ۵: ۳

2. Ann Sanson, Ms Elizabeth Dickens, Psychological perspectives on Euthanasia and the Terminally ill,Australia,The Australian Psychological society Ltd,1996,p. 2

۳۔ هدی قشقوش، الدکتورۃ، القتل الرحم، القاهرۃ، دار النهضۃ العربیۃ، ۲۰۰۱ء، ص ۱۵

۴۔ قاسمیؒ، مجاہد الاسلام، قاسمیؒ، مباحث فقہیہ، نئی دہلی، ایفا پبلیکیشنز، س۔ن، ص ۵۲۸

۵۔ محمد الهواری، الدکتور، قتل المرحمۃ بین القوانین الوضعیۃ والفقہ الاسلامی، لندن، المجلس الاوروبی الافتاء والبحوث، ۲۰۰۳ء، ص ۲

۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض، وقول اللہ تعالیٰ: من یعمل سوءًا یجز بہ

۷۔ قتل المرحمۃ بین القوانین الوضعیۃ والفقہ الاسلامی، ص ۳۔۵، مباحث فقہیہ، ص ۵۲۵۔۵۲۶

۸۔ الانعام ۶: ۱۵۱

۹۔ الحجاجۃ، جابر اسماعیل (مقالہ نگار)، القتل بدافع الشفقۃ۔ دراسۃ مقارنۃ، المجلۃ الاردنیۃ فی الدراسات الاسلامیۃ، اردن، المجلد الخامس، العدد (۳/۱)، ۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء، ص ۲۲۵

۱۰۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالیٰ: ان النفس بالنفس والعین بالعین

۱۱۔ مسلم بن حجاج القشیری النیسا بوری، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاوالتوبۃ والاستغفار، باب کراھۃ تمنی الموت، لضر نزل بہ

۱۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل

۱۳۔ مباحث فقہیہ، ص ۵۲۷۔۵۳۶

۱۴۔ مباحث فقہیہ، ص ۵۳۰۔۵۴۳

۱۵۔ قتل المرحمۃ بین القوانین الوضعیۃ والفقہ الاسلامی، ص ۱۷۔۲۳

۱۶۔ ابن عابدین، محمد امین شہیر، ردالمحتار علی الدرالمختار شرح تنویر الابصار، الریاض ،دار عالم الکتب، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء، ۹/ ۵۵۸

۱۷۔ الفتاویٰ الھندیۃ (المعروف بہ: فتاویٰ عالمگیریہ)، مصر، المطبعۃ الکبری الامیریۃ، ۱۳۱۰ھ، ۶/ ۳۶۷

۱۸۔ مباحث فقہیہ، ص۵۲۸

۱۹۔ آل عمران ۳: ۱۴۵

۲۰۔ البقرہ ۲:۱۹۵

۲۱۔ جامع ترمذی، ابواب الطب، باب ماجاء فی الدواء والحث علیہ

۲۲۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب التہجد، یہ باب ترجمۃ الباب سے خالی ہے۔ ص ۹۰

۲۳۔ مباحث فقہیہ، ص ۵۳۴

۲۴۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (البقرہ ۲: ۱۷۳)

۲۵۔ مباحث فقہیہ، ص ۵۳۳

۲۶۔ مباحث فقہیہ، ۵۵۲

۲۷۔ ابن نجیم، زین العابدین عمر بن ابراہیم، الاشباہ والنظائر علی مذھب اَبی حنیفۃ النعمان، بیروت۔ لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۸۰ء، ص ۲۷